https://farid.ps/articles/victim_mentality_scapegoating_dehumanization_genocide/ur.html

مظلوم ذہنیت، قربانی کا بکرا، اور غیر انسانی بنانا: نسل کشی کا راستہ

دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی کی تاریخی رفتار اور 17 مئی 2025 تک اسرائیل کے اقدامات سے ایک گہری اور پریشان کن مماثلت سامنے آتی ہے کہ کس طرح ایک قوم کی مظلوم ذہنیت ایک اقلیتی گروہ کو منظم طریقے سے نشانہ بنانے کا باعث بن سکتی ہے، جو بالآخر نسل کشی پر منتج ہوتی ہے۔ دونوں صورتوں میں ایک نمونہ نظر آتا ہے جس میں قومی مظلومیت کی داستان کو فروغ دینا، سماجی چیلنجوں کے لیے ایک اقلیت کو موردِ الزام ٹھہرانا، اس گروہ کو غیر انسانی بنانا، ان کے خلاف تشدد کو بھڑکانا، اور نسل کشی کے اعمال میں ختم ہونا شامل ہے۔ یہ مضمون اسرائیل کے فلسطینیوں کے خلاف اقدامات کا جائزہ لیتا ہے—عوامی بیان بازی، فوجی آپریشنز، انسانی حقوق کی رپورٹس، اور علمی تجزیات کے ذریعے—ان کا موازنہ 1920 اور 1930 کی دہائیوں میں جرمنی کے یہودیوں کے ساتھ سلوک سے کرتا ہے، جس کے نتیجے میں ہولوکاسٹ ہوا۔

I. مظلوم ذہنیت: جارحیت کی بنیاد

دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی (1919–1939): پہلی عالمی جنگ کے بعد، جرمنی نے ورسائی معاہدے کی وجہ سے مظلومیت کا ایک گہرا احساس پروان چڑھایا، جس نے سخت معاوضے اور علاقائی نقصانات عائد کیے۔ یہ بیانیہ جرمنی کو ناحق دبایا ہوا اور اندرونی قوتوں کے غداری سے کمزور کردہ دکھاتا تھا۔ پروپیگنڈا، تعلیم، اور عوامی گفتگو کے ذریعے، جرمنوں کو یہ سکھایا گیا کہ وہ خود کو مظلوم سمجھیں، قومی تکلیف اور اپنی سابقہ عظمت کو بحال کرنے کی ضرورت پر توجہ دیں۔ یہ ذہنیت، جو خود ترسی اور اپنے چیلنجوں میں قوم کے کردار کو تسلیم کرنے سے انکار سے نمایاں تھی، ان لوگوں کے خلاف جارحانہ پالیسیوں کی بنیاد رکھتی تھی جنہیں جرمنی کی مشکلات کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا۔

اسرائیل (1948–2025): اسرائیل کی قومی شناخت ہولوکاسٹ کے صدمے سے گہرائی سے متاثر ہے، جس نے 60 لاکھ یہودیوں کی جان لی اور یہودی شعور پر دیرپا اثر چھوڑا۔ "دوبارہ کبھی نہیں" کا اصول اسرائیل کو ایک مستقل مظلوم کے طور پر پیش کرتا ہے، جو نازی ظلم کی یاد دلانے والی قوتوں سے مسلسل خطرے میں ہے۔ وکی پیڈیا کا مظلوم ذہنیت پر مضمون خود ترسی،

اخلاقی اشرافیہ، اور ہمدردی کی کمی جیسے خصائص کی نشاندہی کرتا ہے، جو اسرائیلی معاشرے میں گہرائی سے پیوست ہیں۔ ہولوکاسٹ کی تعلیم، قومی تقریبات، اور سیاسی بیان بازی اس مظلومیت کو تقویت دیتی ہیں، جو اکثر تاریخی صدمے کو فلسطینی مزاحمت جیسے موجودہ خطرات سے جوڑتی ہیں۔ یہ ذہنیت اسرائیل کے بین الاقوامی تنقید کے جواب میں واضح ہے—مثال کے طور پر، 2024 میں جنوبی افریقہ کا ICJ کیس—جہاں نسل کشی کے الزامات کو اسرائیل کے وجود کے حق پر یہود دشمنی کے حملوں کے طور پر مسترد کیا جاتا ہے، جو تنقید کے لیے ضرورت سے زیادہ حساسیت اور اپنی تکلیف کی شناخت کے لیے ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔

مشابہت: دونوں قوموں نے ایک مظلوم ذہنیت کو پروان چڑھایا جس نے جارح-مظلوم کی حرکیات کو الٹ دیا۔ جرمنی نے خود کو غداری اور جبر کا شکار پیش کیا، جبکہ اسرائیل خود کو ہولوکاسٹ کی یاد میں جڑی یہود دشمنی کی جارحیت کا شکار سمجھتا ہے۔ یہ ذہنیت، جیسا کہ وکی پیڈیا مضمون میں بیان کیا گیا ہے، ذمہ داری قبول کرنے سے انکار کو فروغ دیتی ہے—جرمنی اپنے پہلی عالمی جنگ میں کردار کے لیے، اسرائیل اپنے قبضے میں کردار کے لیے—جو دونوں کو قربانی کے بکرے بنائے گئے اقلیتی گروہ کے خلاف تشدد کو جواز بنانے کے قابل بناتی ہے۔

II. قربانی کا بکرا: سماجی چیلنجوں کے لیے اقلیت کو موردِ الزام ٹھہرانا

دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی: 1920 اور 1930 کی دہائیوں میں، جرمنی نے اپنی سماجی مشکلات کے لیے یہودیوں کو قربانی کا بکرا بنایا، 1923 کی ہائپر انفلیشن، بے روزگاری، اور ثقافتی زوال جیسے معاشی بحرانوں کو ان کے اثر و رسوخ سے منسوب کیا۔ پروپیگنڈا نے یہودیوں کو بے وفا موقع پرستوں کے طور پر پیش کیا جو جرمنوں کا استحصال کرتے تھے، انہیں قوم کی مشکلات کے لیے اندرونی دشمن کے طور پر پیش کیا۔ اس بیانیے کو میڈیا، تعلیم، اور عوامی پالیسیوں کے ذریعے مضبوط کیا گیا، جیسے کہ وہ قوانین جو یہودیوں کو عوامی کرداروں سے خارج کرتے تھے، اس تصور کو مستحکم کیا کہ وہ جرمنی کے مسائل کی جڑ تھے۔

اسرائیل: 1948 میں اپنی بنیاد کے بعد سے، اسرائیل نے اپنے سیکیورٹی اور سیاسی چیلنجوں کے لیے فلسطینیوں کو مسلسل موردِ الزام ٹھہرایا ہے، اکثر قبضے کی وجہ سے ہونے والے منظم جبر کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ 2023 میں مغربی کنارے میں 36 فلسطینی بچوں کی ہلاکت پر مضمون اس کی مثال دیتا ہے، کیونکہ اسرائیلی افواج نے بچوں کو پتھر پھینکنے جیسے معمولی اعمال کے لیے خطرہ قرار دے کر ان کی ہلاکتوں کو جواز پیش کیا، یہاں تک کہ سب سے چھوٹے فلسطینیوں کو بھی بدامنی کے لیے قربانی کا بکرا بنایا۔ 7 اکتوبر 2023 کو ہونے والا حملہ، جسے ابتدا میں حماس کی قیادت میں قتل عام کے طور پر رپورٹ کیا گیا، جس میں 1,195 اسرائیلی ہلاک ہوئے، اسے پوری فلسطینی آبادی کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ تاہم، بعد کی تحقیقات سے پتہ چلا

کہ اسرائیلی فوج کے "ہینبل ڈائرکٹو" کے استعمال—جو اسرائیلی فوجیوں کو گرفتار ہونے سے روکنے کے لیے، یہاں تک کہ اسرائیلی جانوں کی قیمت پر بھی، بلا امتیاز طاقت کا استعمال کرتا ہے—نے ان ہلاکتوں میں حصہ ڈالا، رپورٹس سے اشارہ ملتا ہے کہ ہیلی کاپٹروں کی فائرنگ اور ٹینکوں کی گولہ باری نے حماس کے جنگجوؤں کے ساتھ اسرائیلی یرغمالیوں کو بھی ہلاک کیا۔ اس کے باوجود، وسیع تر بیانیہ تمام فلسطینیوں کو قربانی کا بکرا بناتا ہے، جیسا کہ دسمبر 2024 کی انسانی حقوق کی رپورٹس میں عکاسی ہوتی ہے جو شہریوں کے خلاف منظم تشدد کی دستاویز کرتی ہیں۔ عوامی بیان بازی، جیسے کہ 2023 کے یروشلم فلیگ مارچ کے دوران "عربوں کو مارو" کے نعرے، فلسطینیوں کو مزید قربانی کا بکرا بناتے ہیں، یہ اشارہ دیتے ہیں کہ ان کی محض موجودگی ہی ایک مسئلہ ہے، ایک جذبہ جو انتہائی دائیں بازو کے رہنماؤں کی طرف سے دہرایا جاتا ہے جو فلسطینیوں کو اسرائیل کی بقا کے لیے رکاوٹ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

مشابہت: دونوں قوموں نے سماجی مسائل کے لیے ایک اقلیت کو قربانی کا بکرا بنایا۔ جرمنی نے معاشی اور ثقافتی مسائل کے لیے یہودیوں کو موردِ الزام ٹھہرایا، جبکہ اسرائیل نے سیکیورٹی خطرات کے لیے فلسطینیوں کو موردِ الزام ٹھہرایا، اکثر قبضے کے مزاحمت کو بھڑکانے میں اپنے کردار اور اپنے اقدامات، جیسے کہ 7 اکتوبر کو اسرائیلی ہلاکتوں میں ہینبل ڈائرکٹو کے کردار کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ وکی پیڈیا مضمون کی "غیر مطلوبہ صورتحال کے سبب کے طور پر دوسروں کی شناخت" کی خصوصیت دونوں صورتوں میں واضح ہے، جرمنی اپنی ناکامیوں سے انکار کرتا ہے اور اسرائیل ذمہ داری سے بچتا ہے، قربانی کے بکرے بنائے گئے گروہ کے خلاف جارحانہ اقدامات کو جواز بناتا ہے۔

III. غیر انسانی بنانا اور تشدد کو بھڑکانا

دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی: غیر انسانی بنانا دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی کی پالیسیوں کا ایک بنیادی ستون تھا، جس میں پروپیگنڈا یہودیوں کو "آریائی" نسل کے لیے غیر انسانی خطرے کے طور پر پیش کرتا تھا۔ میڈیا اور عوامی مہمات نے یہودیوں کی انسانیت کو چھین لیا، انہیں سماجی خطرات کے طور پر پیش کیا۔ اس بیان بازی نے تشدد کو بھڑکایا، جرمن برتری کو سراہنے والی بڑے پیمانے پر ریلیوں نے یہودیوں کی بدعنوانی کی، دشمنی کو معمول بنایا۔ 1938 تک، یہودی برادریوں کے خلاف ریاستی منظوری شدہ تشدد بھڑک اٹھا، جو یہودیوں کے دکھ کے تئیں آبادی کو بے حس کرنے والی برسوں کی غیر انسانی پروپیگنڈا کا براہ راست نتیجہ تھا۔

اسرائیل: اسرائیل کا فلسطینیوں کو غیر انسانی بنانا بیان بازی اور اقدامات دونوں میں واضح ہے۔ 2023 کا یروشلم فلیگ مارچ، جہاں شرکاء نے "عربوں کو مارو" کا نعرہ لگایا، تشدد کو عوامی طور پر بھڑکانے کی عکاسی کرتا ہے، فلسطینیوں کو ایک اجتماعی دشمن

کے طور پر پیش کرتا ہے جو موت کے مستحق ہیں، جو جرمن ریلیوں کے دشمنی والے نعروں سے ملتے جلتے ہیں۔ 2023 میں مغربی کنارے میں فلسطینی بچوں کی ہلاکت پر مضمون اس غیر انسانی بنانے کو مزید ظاہر کرتا ہے، کیونکہ بچوں کو خطرات کے طور پر سمجھا گیا جنہیں غیر جانبدار کرنا تھا، اسرائیلی افواج نے ان کی انسانیت کے لیے بہت کم احترام دکھایا، اکثر معمولی اعمال کے خلاف مہلک طاقت کو جواز پیش کیا۔ غزہ میں، دسمبر 2024 کی انسانی حقوق کی رپورٹ منظم تشدد کو اجاگر کرتی ہے، جس میں ہسپتالوں جیسے شہری ڈھانچوں پر حملے اور بھوک کی صورتحال کا نفاذ شامل ہے، فلسطینیوں کو فوجی مہم میں محض اہداف تک محدود کرتا ہے، ان کی بنیادی انسانیت پر کوئی غور نہیں کرتا۔

مشابہت: دونوں قوموں نے ایک اقلیت کو غیر انسانی بنا کر تشدد کو بھڑکایا۔ جرمنی نے یہودیوں کو غیر انسانی کے طور پر پیش کرنے کے لیے واضح پروپیگنڈا کا استعمال کیا، جبکہ اسرائیل کا غیر انسانی بنانا عملی ہے، فلسطینیوں کو خطرات کے طور پر سمجھتا ہے جنہیں ختم کرنا ہے، جیسا کہ شواہد سے ظاہر ہوتا ہے۔ وکی پیڈیا مضمون کی "ہمدردی کی کمی" کی خصوصیت دونوں صورتوں میں واضح ہے—جرمنی نے یہودیوں کے دکھ کو نظر انداز کیا، اور اسرائیل فلسطینیوں کی جانوں کی پروا نہیں کرتا، غیر انسانی بنائے گئے گروہ کے خلاف تشدد کو معمول بناتا ہے۔

IV. نسل کشی میں عروج

دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی سے دوسری عالمی جنگ تک (1939–1945): جرمنی کی رفتار ہولوکاسٹ میں عروج پر پہنچی، جو 1941 میں شروع ہوئی، جس کے نتیجے میں 60 لاکھ یہودیوں کی نسل کشی ہوئی۔ یہ برسوں کی تلقین، قربانی کا بکرا بنانے، اور غیر انسانی بنانے کا نتیجہ تھا، جس میں ریاست نے یہودی آبادی کو ختم کرنے کے لیے منظم طریقوں—موت کے کیمپ، اجتماعی فائرنگ، اور گھٹوؤں میں بھوک—کا استعمال کیا۔ گروہ کو تباہ کرنے کا ارادہ واضح تھا، جو اقوام متحدہ کے نسل کشی کنونشن کی تعریف کو پورا کرتا تھا، اور اسے ایک مظلوم ذہنیت کے ذریعے جواز پیش کیا گیا تھا جو یہودیوں کو جرمنی کی بقا کے لیے ایک وجودی خطرہ کے طور پر پیش کرتا تھا، آبادی کو کیے گئے مظالم کے تئیں بے حس بناتا تھا۔

اسرائیل (2023–2025): 7 اکتوبر 2023 کے حملے کے بعد اسرائیل کے فلسطینیوں کے خلاف اقدامات نسل کشی میں عروج پر پہنچے، جیسا کہ مئی 2025 کی جینوسائیڈ اسٹڈیز این آر سی کے مضمون نے تصدیق کی، جو نوٹ کرتا ہے کہ محققین متفقہ طور پر اسرائیل کے غزہ میں اقدامات کو "نسل کشی" قرار دیتے ہیں، اور دسمبر 2024 کی ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ۔ شواہد میں شامل ہیں:

- **منظم تشدد اور محرومی:** دسمبر 2024 کی رپورٹ ہسپتالوں جیسے شہری ڈھانچوں پر حملوں اور بھوک کی صورتحال کے نفاذ کو دستاویز کرتی ہے، ساتھ ہی نومبر 2024 تک 44,000 سے زائد فلسطینیوں کی ہلاکت اور 19 لاکھ بے گھر افراد کی تعداد، یو این آر ڈبلیو اے کے مطابق۔

- **ارادہ:** ان اقدامات کی منظم نوعیت، جس کا مقصد غزہ کو ناقابل رہائش بنانا ہے، اقوام متحدہ کے نسل کشی کنونشن کے معیار—قتل، سنگین نقصان پہنچانا، اور جسمانی تباہی لانے والی شرائط نافذ کرنا—کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

وکی پیڈیا مضمون میں بیان کردہ اسرائیل کی مظلوم ذہنیت اس نسل کشی کو اخلاقی اشرافیہ (اسرائیل کو اخلاقی طور پر برتر سمجھنا)، ہمدردی کی کمی (فلسطینیوں کے دکھ کو نظر انداز کرنا)، اور غور و فکر (اسرائیل کے صدمے پر توجہ مرکوز کرنا) جیسے خصائص کے ذریعے ممکن بناتی ہے، فلسطینیوں کی منظم تباہی کو ایک سمجھے جانے والے خطرے کے خلاف "دفاعی" عمل کے طور پر جواز پیش کرتی ہے۔

مشابہت: دونوں قوموں نے اپنی رفتار کو مظلوم ذہنیت سے متاثر ہو کر نسل کشی میں ختم کیا۔ جرمنی کا ہولوکاسٹ اور اسرائیل کا غزہ میں نسل کشی ریاستی رہنمائی والے تشدد کو شامل کرتا ہے جو ایک اقلیت کی تباہی کو نشانہ بناتا ہے، منظم طریقوں (قتل، محرومی) کا استعمال کرتا ہے اور گروہ کو ختم کرنے کا واضح ارادہ ظاہر کرتا ہے۔پیمانہ مختلف ہے—60 لاکھ یہودیوں کے مقابلے میں 44,000 سے زائد فلسطینی—لیکن ارادہ اور میکانزم حیرت انگیز طور پر ملتے جلتے ہیں۔

V. نیٹشے کی تنبیہات: مظلوم ذہنیت کے ذریعے تبدیلی

نیٹشے کے اقوال—"جو دیوہیکل سے لڑتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس عمل میں خود دیوہیکل نہ بن جائے" اور "اگر آپ لمبے عرصے تک گہرائی میں جھانکتے ہیں تو گہرائی بھی آپ میں جھانکتی ہے"—ایک فلسفیانہ عینک پیش کرتے ہیں تاکہ یہ سمجھا جا سکے کہ مظلوم ذہنیت نے دونوں قوموں کو نسل کشی کے مرتکب میں کیسے تبدیل کیا۔

دیوہیکل سے لڑنا

- **دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی:** جرمنی نے یہودیوں کو اس کی بقا کے لیے "دیوہیکل" کے طور پر پیش کیا، اس بیانیے کو ان کے اخراج اور بالآخر خاتمے کو جواز دینے کے لیے استعمال کیا۔ اس خیالی شر سے لڑتے ہوئے، جرمنی دیوہیکل بن گیا، پروپیگنڈا کے ذریعے یہودیوں کو غیر انسانی بنایا اور ہولوکاسٹ کے دوران نسل کشی کی۔

- **اسرائیل:** اسرائیل فلسطینیوں کو "دیوہیکل" کے طور پر پیش کرتا ہے، اکثر ان کی تاریخی ظالموں سے موازنہ کرتا ہے، اپنے اقدامات کو جواز دینے کے لیے۔ تاہم، ایسا کرنے میں، یہ دیوہیکل حربے اپناتا ہے—مغربی کنارے میں بچوں کا قتل، غزہ میں شہری ڈھانچوں پر حملے، اور نسل کشی کا ارتکاب، جیسا کہ 2024 کی انسانی حقوق کی رپورٹ اور 2025 کے این آر سی مضمون سے ثابت ہوتا ہے۔ مظلوم ذہنیت اپنے اخلاقی اشرافیہ کے ساتھ ان اعمال کو بقا کے لیے ضروری قرار دیتی ہے، جو جرمنی کے جواز کی عکاسی کرتی ہے۔

گہرائی میں جھانکنا

- **دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی:** جرمنی کی پہلی عالمی جنگ کے بعد کی شکایات پر اصرار—قومی ذلت کی "گہرائی"—اسے اس تاریکی کی عکاسی کرنے پر مجبور کیا، ہولوکاسٹ کے ساتھ اخلاقی بدعنوانی میں گرتے ہوئے، وہ شر بن گیا جس کا اس نے مقابلہ کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔

- **اسرائیل:** اسرائیل کا ہولوکاسٹ صدمے کے ساتھ جنون—تاریخی تکلیف کی "گہرائی"—اس کے اقدامات میں عکاسی کرتا ہے، کیونکہ یہ غزہ میں نسل کشی کرتا ہے، ان مظالم کی عکاسی کرتا ہے جن کی روک تھام کا اس نے عہد کیا تھا۔ وکی پیڈیا مضمون کی ہمدردی کی کمی اور غور و فکر کی خصوصیات اس زوال کو اور بڑھاتی ہیں، کیونکہ اسرائیل اپنے درد پر توجہ مرکوز کرتا ہے جبکہ فلسطینیوں کے دکھ کو نظر انداز کرتا ہے۔

مشابہت: نیٹشے کی تنبیہات دونوں قوموں میں مظلوم ذہنیت کی تبدیلی کی طاقت کو اجاگر کرتی ہیں۔ ایک خیالی دشمن سے لڑتے ہوئے، وہ نسل کشی کے مرتکب بن گئے؛ اپنے اپنے صدموں کی گہرائیوں میں جھانکتے ہوئے، انہوں نے اس تاریکی کی عکاسی کی، اپنے تاریخی ظالموں کے حربوں کو اپناتے ہوئے۔

VI. وسیع تر اثرات اور اخلاقی خدشات

دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی اور 17 مئی 2025 تک اسرائیل کے درمیان مماثلتیں ایک خطرناک نمونہ ظاہر کرتی ہیں: مظلوم ذہنیت، جب مسلح ہو، ایک اقلیتی گروہ کی منظم تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔ جرمنی کی رفتار—1920 کی دہائی کے اوائل سے ہولوکاسٹ تک—یہ ظاہر کرتی ہے کہ کس طرح تلقین، قربانی کا بکرا بنانا، اور غیر انسانی بنانا نسل کشی میں ختم ہوتا ہے۔ اسرائیل کی رفتار—1948 میں اس کی بنیاد سے غزہ میں نسل کشی تک—اسی طرح کے راستے پر چلتی ہے، مظلوم ذہنیت اسی میکانزم کو ممکن بناتی ہے، جیسا کہ عوامی نعروں، فوجی تشدد، اور منظم تباہی کے شواہد سے دیکھا جاتا ہے۔

اخلاقی خدشات:

- **اخلاقی تضاد:** اسرائیل، جو نسل کشی سے پناہ گاہ کے طور پر قائم کیا گیا تھا، فلسطینیوں کے خلاف نازی جرمنی کی یاد دلانے والی حکمت عملیوں کو دہراتا ہے، جو اس کے بنیادی اصول "دوبارہ کبھی نہیں" سے متصادم ہے۔ ہمدردی کی کمی اور اخلاقی اشرافیہ اسرائیل کو اس تضاد سے اندھا کر دیتے ہیں، کیونکہ یہ فلسطینیوں کی انسانیت پر اپنی مظلومیت کو ترجیح دیتا ہے۔
- **بین الاقوامی ہم آہنگی:** 1945 تک ہولوکاسٹ کو روکنے میں عالمی برادری کی ناکامی اسرائیل کی نسل کشی کے لیے اس کے ناکافی ردعمل میں عکاسی کرتی ہے، جیسا کہ 2025 کے این آر سی مضمون میں نوٹ کیا گیا ہے، جو 2024 کے ICJ کیس جیسے قانونی اقدامات کے باوجود مظالم کو جاری رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔
- **صدمے کا چکر:** اسرائیل کے اقدامات صدمے کے ایک چکر کو برقرار رکھتے ہیں، کیونکہ فلسطینیوں کی تکلیف نازیوں کے تحت یہودیوں کی تکلیف کی عکاسی کرتی ہے، ممکنہ طور پر مستقبل کے تنازعات اور ناراضگیوں کو ہوا دیتی ہے۔ 7 اکتوبر 2023 کے حملے کے ارد گرد ابتدائی بیانیہ، جو کچھ ہلاکتوں میں اسرائیل کے کردار کے باوجود فلسطینیوں کو قربانی کا بکرا بناتا ہے، اس چکر کو اور بڑھاتا ہے۔

نتیجہ

دوسری عالمی جنگ سے پہلے جرمنی اور 17 مئی 2025 تک اسرائیل کے درمیان مماثلتیں گہری اور انتہائی پریشان کن ہیں۔ دونوں قومیں، مظلوم ذہنیت سے متاثر—جرمنی پہلی عالمی جنگ کے بعد، اسرائیل ہولوکاسٹ کے بعد—نے ایک اقلیت (یہودی، فلسطینی) کو سماجی مسائل کے لیے قربانی کا بکرا بنایا، انہیں غیر انسانی بنایا، تشدد کو بھڑکایا، اور بالآخر نسل کشی کی۔ جرمنی کا ہولوکاسٹ اور اسرائیل کا غزہ میں نسل کشی، جیسا کہ عوامی بیان بازی، فوجی اقدامات، انسانی حقوق کی رپورٹس، اور علمی اتفاق رائے سے ثابت ہوتا ہے، ایک ہی میکانزم کی عکاسی کرتا ہے: ریاستی رہنمائی والا تشدد، منظم طریقے، اور خاتمے کا ارادہ، جو ذمہ داری قبول کرنے سے انکار اور ہدف بنائے گئے گروہ کے لیے ہمدردی کی کمی سے جواز پیش کیا جاتا ہے۔ نیٹشے کی تنبیہات اس تبدیلی کو روشن کرتی ہیں، کیونکہ دونوں قومیں وہ "دیوہیکل" بن گئیں جن سے وہ لڑیں اور اپنے اقدامات میں اپنے صدمے کی "گہرائی" کی عکاسی کی۔ یہ تجزیہ مظلوم ذہنیت کے تشدد کے چکروں کو برقرار رکھنے کے خطرات کو اجاگر کرتا ہے، تاریخی صدمے

کے بارے میں تنقیدی غور و فکر کا مطالبہ کرتا ہے کہ اگر ہمدردی اور ذمہ داری کے ساتھ نہ نمٹا گیا تو یہ نئے مظالم کا باعث بن سکتا ہے۔